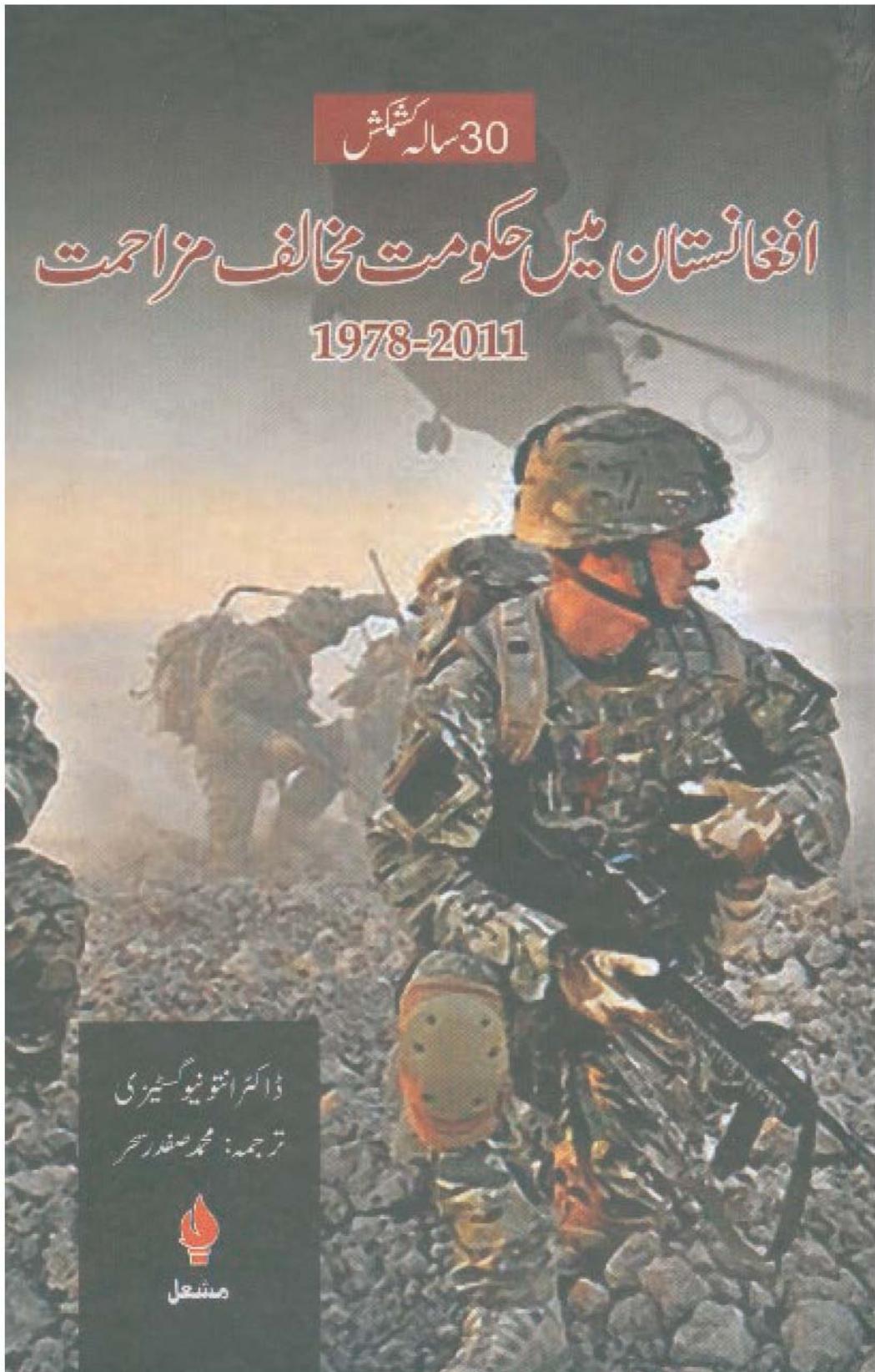


30 سالہ کشمکش

# افغانستان میں حکومت مخالف مراجعت

1978-2011

ڈاکٹر انтонیو گیمزی  
ترجمہ: محمد صدر حسیر



سالہ کشمکش 30

# افغانستان میں حکومت مخالف مزاحمت

1978-2011

مصنف

ڈاکٹر انтонیو گسٹیزی

مترجم

صفدر سحر

مشعل

آر۔ بی 5، سینئر فلور، عوامی کمپلکس

عثمان بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور 54600، پاکستان

30 سالہ کشمکش  
افغانستان میں حکومت مخالف مزاحمت

1978-2011

ڈاکٹر انтонیو گستیزی

اردو ترجمہ: صدر سحر

کاپی رائٹ اردو (c) 2013 مشعل بکس  
کاپی رائٹ (c) 2012 افغانستان ریسرچ اینڈ اوپیورايشن یونٹ

مشعل

آر۔ بی 5، سینئر فلور، عوامی کمپلیکس

عثمان بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور 54600، پاکستان

## فہرست

5	مصنف کے بارے میں
6	افغانستان ریسرچ اینڈ آپلیکیشن یونٹ کے بارے میں
7	خلاصہ
13	1- تعارف
15	طالبان کی تعریف
19	2- تاریخی پس منظر
23	3- نظری جنگ: 1978-92
29	وارلارڈز کا عروج
30	طول المیعاد موبائلائزیشن اور سماجی انتشار
37	4- گروہی جنگوں کا دور: 1992-2001
38	سیاسی نظام کی ناکامی
39	علاقائی سیاسی نظاموں کا ابھار
40	ثامم لائے
41	1992-94 کے دور کی افغان تحریکات
42	طالبان کا عروج
43	طالبان طاقت میں: 2001-1996
44	طالبان پھیلاؤ کی حرکیات
46	1994-2001 کے دور کی افغان تحریکات
49	5- موجودہ تنازع کے اوصاف: 2002-10
52	طاقتورلوگ اور پری حکومت

60	کمیونٹی موبائلزیشن
62	میلیشیا (لشکر)
65	افون سے متعلق معیشت
66	امدادی ٹیکسٹ کا کردار
71	6۔ تنظیم بطور اینٹی گورنمنٹ موبائلزیشن: طالبان
79	پرانے طالبان
81	معاشی عوامل
84	ملا
87	افغان علماء
90	مدرسے کے طالب علم
91	مہاجر کمپ
92	نوجوان نسل
93	پرانے اور نئے طاقتuar افراد
95	افغان بڑے کون ہیں؟
98	نسلی پہلو
99	غیر ملکیوں سے نفرت
101	بری حکومتوں سے تحفظ
105	7۔ نتیجہ
111	حوالی



## مصنف کے بارے میں

ڈاکٹر انтонیو گنیرو کی اس ریسرچ سٹریٹ میں محقق ہیں۔ انہوں نے متعدد تحقیقی مقالے اور کتابیں لکھی ہیں۔ ان کی مدون کردہ کتابوں میں یہ اہم کتابیں شامل ہے۔

Empires of Mud.

War and Warlords in Afghanistan.

Decoding the New Taliban.

ان دنوں فاضل مصنف افغانستان میں گورنمنس کے موضوع پر تحقیق کر رہے ہیں اور ان کا فوکس ملٹری، پولیس، خلیجیہ ادارے اور سب نیشنل سسٹم ہیں۔

## افغانستان ریسرچ اینڈ آیو بیلویشن لینٹ کے بارے میں

افغانستان ریسرچ اینڈ آیو بیلویشن لینٹ کا بل میں موجود ایک خود مخصر تحقیقی ادارہ ہے۔ ادارے کا مقصد پالیسی پر اثر انداز ہونا، پالیسی سازوں کو باخبر رکھنا اور اعلیٰ معیار کی تحقیق، خاص طور پر پالیسی سے متعلق تحقیق کرنا، اس کی نشوواشاعت کرنا اور تحقیق اور علوم کو فروغ دینا ہے۔ اس مقصد کے لیے ادارہ پالیسی سازوں، سول سوسائٹی، محققین اور طلباء کے ساتھ اشتراک کرتا ہے اور محققین کو اپنے تحقیقی مقالوں اور لا بصری تک رسائی کا موقع دیتا ہے تاکہ ان کی صلاحیتوں میں اضافہ ہو اور انہیں بحث، غور و فکر اور تجزیوں کے لیے مواد میسر ہو۔ یہ ادارہ 2002 میں قائم ہوا۔ بورڈ آف ڈائریکٹریز میں ڈوزر کے نمائندے، اقوام متحده اور دیگر ایجنسیوں کے نمائندے اور این جی او ز کے امکار شامل ہیں۔ ادارے کی مالی مدد ڈنمارک، ناروے سوئزرلینڈ کی حکومتیں کرتی ہیں۔ پردھمکش جو 2011 میں شروع ہوئے ان کی معاونت یورپی کمیشن، انٹرنیشنل ڈیلپمنٹ ریسرچ سٹر، ہیومنی ٹیرین ایڈیپارٹمنٹ آف دی یورپی یونین کمیشن، دی یوکے ڈیپارٹمنٹ آف انٹرنیشنل ڈیلپمنٹ اور اقوام متحده کے عورتوں کے شعبے نے کی ہے۔

## خلاصہ

افغانستان میں گذشتہ 30 سالوں سے جاری جنگی صورت حال سے متعلق ادب میں گذشتہ کچھ سالوں کے دوران بے تھاشا اضافہ ہوا ہے جس کی وجہ سے اب یہ ممکن ہو گیا ہے کہ ان ساختیاتی عوامل کی شناخت کی جاسکے جو افغان تاریخ میں مختلف تازعات کے حوالے سے فعال رہے اور جو 1978 سے اب تک نمایاں انداز میں ابھر کر سامنے آئے ہیں۔ جو تازعات افغان تاریخ میں بعد میں آئے ان کے نئے اس نظام حکومت میں تھے جو انسیوں صدی میں ہمسایہ برطانوی مملکت اور روس کی زار حکومت سے مستعار لیا گیا تھا۔ اس نظام کی وجہ سے خاص طور پر دیہی اور شہری افغان علاقوں میں کشیدگی پیدا ہوئی، جو 1950 کی دہائی میں آنے والی جدیدیت کے بسبب کشیدہ تر ہو گئی۔ خلائق دور حکومت 1978-1978 میں دیہی قدمات پرستی پر بھر پور وار ہوا جس کے عمل میں مقامی اپوزیشن گروپوں کی جانب سے اجتماعی رو عمل کے جذبے کو مہیز ملی۔ ان مختلف گروپوں کے علاوہ سیاسی تنظیموں، علماء کے نیٹ ورکس اور پاکستانی ملٹری ایجنسیوں کے علاوہ متعدد ملکوں کے خفیہ ادارے بھی اس عمل میں شامل رہے۔ 1980 کی دہائی میں سوویت روس کی جاریت نے تشدید کی مقامی حرکیات اور بھاری بیرونی معاونت کے ساتھ ملک پہلے سے موجودہ تازعات کو اور شدید کر دیا۔ اس پورے عمل میں نئے مفاد پرست گروہ ابھرے جن کے مفادات تازعات کو طویل کرنے سے وابستہ تھے اور اس عمل میں پہلے سے موجود سماجی گروہوں کی بھی مانیت قلبی ہوئی۔ پورے ملک میں موجود مختلف کمیونٹیوں نے مسلح فوجیں تیار کیں تاکہ ملک بھر میں پہلے ڈاکوؤں اور شرپندوں سے خود کو محفوظ کر سکیں ..... یوں 1880 تک امیر عبدالرحمٰن کی تشدید پر جو اجارہ داری قائم تھی، وہ کمزور ہو کر رہ گئی۔

1992ء میں خانہ جنگلی کی جو صورت حال ابھری اس میں نیشنل آرمی اور پولیس، بشمول سیکورٹی کے دوسرے ادارے سب کو کا لعدم قرار دے دیا گیا۔ یہ ایک پیچیدہ عمل تھا۔ جس نے فسادات کی راہ ہموار کی اور نئی مجاہد اشرافتیہ میں اس خواہش کو بیدار کیا کہ وہ طاقت کا نیا منع تشکیل دیں۔ مسلح مراجحتی گروپ پیدا ہوئے جو جلد ہی غیر مربوط یا نیم مربوط مسلح لشکروں میں ڈھل گئے اور جن پر ان کی سیاسی قیادت کا کنٹرول انتہائی محدود تھا۔ نتیجہ یہ تکالکہ افغانستان میں امیر عبدالرحمٰن کے دور سے پہلے والی ابتری دوبارہ درآئی اور وہ خود مختار مضبوط کمانڈر وجود میں آگئے جنمیں اپنا وفادار رکھنے کے لیے مرکزی حکومت کی ساری توانائیاں خرچ ہونے لگیں۔ عام طور پر افغانستان میں طالبان کے عروج کو 1992ء کے دوران پیدا ہونے والی ابتر صورت حال سے جزو اجا تا ہے تاہم اس وقت موجود سب سے بڑا چیخن یہ ہے کہ یہ پتہ لگایا جائے کہ کیونکہ افغانستان جیسے ٹوٹے پھوٹے معاشرے میں طالبان جیسی مربوط اور مغلظہ تحریک کا جنم ہوا۔

2001ء میں تی عبوری حکومت کا قیام اس عالم میں سامنے آیا کہ اسے کئی کمپروماائز کرنے پڑے۔ عبوری حکومت کو کرنا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ جو بھی انسانی وسائل موجود تھے ان کو استعمال میں لاتی اور جو کچھ بھی انتظامی مشینری فتح گئی تھی اسے فعال کرتی مگر حکومت نے تقسیم پیدا کرنے والے عناصر کی سرپرستی شروع کر دی اور یوں مرکزی حکومت اپنے تمام اختیارات ان جنگجو سرداروں کے سامنے سرٹر کرتی گئی جو طالبان مختلف اتحاد میں آگئے رہے تھے۔ یہ اور اس طرح کے چند دوسرے عوامل نے گورنمنٹ کے مظہر کو کمزور کر دیا اور حکومت کو قبولیت کی سند نہ مل سکی..... نتیجے میں کئی گروہ حکومت کے خلاف بغاوت کا علم لے کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

2001ء کے بعد جو صورت حال بنی اور جو سماجی ثقافتی اور معاشی رہنمائی پیدا ہوئے انہوں نے شہری اور دیہی افغان علاقوں میں موجود خلائق کو وسیع تر کیا اور یوں طالبان کو بھرتی کے لیے مناسب میدان مل گیا۔ معاشی ترقی صرف شہروں تک محدود ہو گئی۔ ماس میڈیا دیہی افغانیوں کو وقار نہ دے سکا اور سرمایہ دارانہ رویوں نے صرف دولت مند طبقوں کو اہمیت دے کر عام آبادی کو حکومت مخالف بنا دیا۔ اخراجات میں ہونے والے اضافے نے مہنگائی کے عفریت کو جگا دیا جس نے ان تمام لوگوں کو بری طرح نقصان پہنچایا جو امریکی مداخلت سے فائدہ

اٹھانے والوں میں شامل نہ تھے۔

طبقہ علما کو اس سارے عمل میں اور نئے سیاسی انتظام سے کچھ نہ ملا اور یوں وہ مخالفت کے حوالے سے خود کو بذریعہ منظم کرتے گئے۔ مذہبی طبقے کے پھیلاؤ، اس کا فوجی اور جنگی تجربہ اور یہ حقیقت کہ یہ پورا طبقہ پہلے ایک ہی سیاسی تنظیم (حرکت انقلاب) سے مسلک تھا، ان تمام عوامل نے 1994ء میں مذہبی طبقے کی مسلح تحریک کے جنم لینے میں عمل آنگیز کاردار ادا کیا۔ علاوہ ازیں اس تحریک میں وہ تبلیغ بھی اپنا کردار ادا کر رہی تھی جو مذہبی طبقہ نوجوانوں میں جہاد کے حوالے سے کر رہا تھا۔ مقامی مذہبی طبقات کو اپنے ساتھ شامل کر کے طالبان نے نہ صرف وسعت اختیار کی بلکہ اپنے تحریکی ڈھانچے میں نوجوان نسل کو بھی بھرتی کرتے گئے جو ان نوجوانوں کے لیے مضبوط احساس شناخت میں ڈھلتا گیا۔ بذریعہ طالبان حلقوں میں مذہبی طبقے کی حکومت کا خیال مضبوط ہو گیا اور 2001ء تک تو یہ خیال ہر طالب کی روح میں اتر چکا تھا۔

عام طور پر کہہ دیا جاتا ہے کہ طالبان کا انحصار اس غربت اور احساس محرومی پر تھا جو گاؤں کے جوانوں میں عام تھی تاہم اس بات کو ثابت کرنے کے لیے ٹھوں شواہد موجود نہیں ہیں۔ جوان افغانوں کے اس بغاوت کے ساتھ مسلک ہونے کی وجہات کچھ بھی ہوں ایک بات طے ہے کہ جب طالبان کو اپنی تحریک کو سماجی رنگ دینے اور اپنے تصورات کو نئے طالبوں میں داخل کرنے میں کامیابی ملا شروع ہوئی تو کرائے کے ٹوؤں کے طور پر لڑنے کے حوالے سے افغانوں کے عزم ختم ہوتے گئے۔ جس طرح میدان جنگ میں طالبان ممبران نے رو یہ ظاہر کیا وہ یہ بتانے کے لیے کافی ہے کہ یہ لوگ کرائے کے سپاہی نہیں اور ان کے طویل المیعاد نظریاتی مقاصد ہیں جو انہیں برس پریکار رکھے ہوئے ہیں۔

طالبان کے بارے میں ایک عمومی تاثر یہ بھی ہے کہ یہ ان پشتون افغانوں کا نمائندہ گروہ ہیں جو 2001ء میں ایسے عناصر کو طاقت اور ریاستی انتظام سوپنے کے نتیجے میں ابھراجن کی بڑی اکثریت غیرپشتونوں پر مشتمل تھی۔ تاہم دوسری طرف اس حقیقت کے شواہد بھی موجود ہیں کہ طالبان اپنی تنظیم میں صرف پشتونوں کو ہی نہیں غیرپشتونوں کو بھی شامل کر رہے ہیں۔ عین ممکن ہے کہ طالبان حامیوں میں سے کچھ لوگ 2001ء کے بعد اس تحریک کو پشتونوں کو طاقتوں کی تحریک سمجھ رہے ہوں، تاہم شواہد کم بلکہ معدوم کے درجے میں ہیں کہ طالبان

بھرتی کے دوران پشتو نوں یا غیر پشتو نوں میں تمیز روا رکھتے ہیں۔

اس کے عکس اس بات کے شواہد البتہ موجود ہیں کہ طالبان مختلف گروہوں کے درمیان موجود بھگڑوں کو اپنی طاقت بڑھانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ کئی موقع پر ایسا ہوا کہ طالبان احساس محرومی کے شکار کئی گروہوں اور طبقات کو اپنے ساتھ ملانے اور حکومت اور غیر ملکوں فوجوں سے انہیں لڑانے میں کامیاب رہے۔ تاہم یہ موبائل زیشن زیادہ عرصے کے لیے نہ ہو سکی کیونکہ افغان گروہ حکومتی ر عمل اور غیر ملکوں فوجوں کے حملے کے سامنے زیادہ دیرینہ جم سکے اور خاص طور پر اس وقت تو یہ گروہ طالبان سے فوری الگ ہو گئے جب ان کا جانی نقصان زیادہ ہوا۔ 2011 میں گروہوں کو موبائل زیشن کے طالبانی رجحان میں واضح کی ہوئی ہے۔

تنازعات کو ہوادینے کے حوالے سے پوست کے کردار کے حوالے سے آج تک کافی کچھ کہا جا چکا ہے جہاں ایک طرف یہ مان لینے میں کوئی حرج نہیں کہ جنگجو نشیات کی تجارت پر تیکیں وصول کرتے ہیں وہاں یہ بیان مبالغہ آمیز ہے کہ اس قسم کی تجارت میں وہ براہ راست ملوث ہیں۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ 2011 میں طالبان نشیات کے گڑھ جنوبی افغانستان سے دیگر علاقوں میں اپنی سرگرمیوں کو منتقل کر گئے ہیں جو اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ اس تجارت پر وصول ہونے والے تیکیں کو کچھ زیادہ اہمیت نہیں دینے۔ طالبان جو روینیو خود جنم کرتے ہیں اس میں اگر چہ نشیات سے حاصل ہونے والے روینیو کا تناسب زیادہ ہے تاہم اگر ان کے مجموعی روینیو کے سورسز کے حوالے سے بات کی جائے تو اس میں زیادہ نمایاں حصہ اس معاونت کا ہے جو پاکستانی، ایرانی سورسز سے ان کے پاس پہنچا ہے۔ اسی طرح ترقیاتی منصوبوں کے حوالے سے دی گئی مدد بھی تنازعات کو ہوادینے اور طالبان کی معاشی سرگرمی کے حوالے سے اتنا ہی مضبوط کردار رکھتی ہے جتنی نشیات سے وصول ہونے والی آمدی۔

2006 کے بعد میں الاقوامی فورسز کی بڑھتی ہوئی موجودگی جو وہاں چاری بغافت کو کچلنے کے لیے موجود ہے، اس کا بھی متضاد اثر پڑا ہے اور غیر ملکی فوجی بغافت کو وسیع کرنے کا سبب بنے ہیں۔ بہت سی مقامی طاقتیں امریکیوں کی وہاں موجودگی کے باعث طالبان سے دست تعاون بڑھا رہی ہیں۔ افغانستان میں بغافت میں آنے والی حالیہ تندی بھی اسی ر عمل کا میتجہ ہے جو غیر ملکی فوجوں کے حوالے سے افغان دے رہے ہیں۔

2001 کے بعد جانہ جنگی کی جو صورتِ حال بنی اس کی وضاحت کے لیے کسی ایک ایسے عامل کو جسے "تمام عوامل کا عامل" Driver of All Drivers کہا جاسکے تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ طالبان متعدد گروہوں اور جوہات کو ایک دوسرے سے ہم آہنگ کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔ اس سے انہیں نئی توانائی ملی ہے۔ اور وہ اپنی اس نئی توانائی اور غصے کا رخ اس تذویریاتی مقصد کے حصول کی طرف کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں جس کے تحت افغانستان سے غیر ملکی افواج کو ملک سے بھگانا اور نئے سیاسی انتظام کو قائم کرنا ہے۔ طالبان اگرچہ قویت کا نزہ لگاتے ہیں تاہم انہیں اس مشکل کا بھی اندازہ ہے کہ اپنی قیادت کے تحت تمام مقامی گروہوں کا مجع ہو پاتا مشکل ہے، اس لیے ان کی ترجیح افراد ہو گئے ہیں۔

جو مفروضے گردش میں ہیں ان کو قبول کرنے یا رد کرنے کے لیے ضروری ہو گا کہ ہماری معلومات کے مابین جو خلا ہیں انہیں پر کیا جائے خاص طور پر طالبان کے تنظیمی ڈھانچے کو ہم ابھی تک درست انداز میں نہیں سمجھ سکے ہیں۔ سماجی اور سیاسی حرکیات جیسا کہ دیہی، شہری تقسیم اور 2001 کے بعد نقدر قم کی آمدورفت کے حوالے سے بھی ہماری تفہیم ناقص ہے۔ یہ بھی واضح نہیں ہے کہ جنگ سے پہلے سماجی تنظیم کی جو حالت تھی وہ اب بھی ویسی ہے یا نہیں۔ اس پوری صورتِ حال کی واضح تفہیم کے لیے مستقبل میں ہونے والی تحقیق یقیناً مدد گارثابت ہو گی۔

## 1۔ تعارف

افغانستان میں تنازعات کو بڑھاوا دینے والے عوامل کے حوالے سے متعدد تشریحات موجود ہیں..... خاص طور پر حکومت مخالف تحریکات کے حوالے سے وہ عوامل جو پالیسی کے حوالے سے بھی کارفرما ہیں۔ اس بحث کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی خود تنازعات کی تاریخ سیقیناً طالبان نے اس تنازع کو ”جہاد“ کا نام دے رکھا ہے جو وہ غیر ملکی قابض فوجوں اور کٹپلی حکمرانوں کے خلاف کر رہے ہیں۔ غیر ملکی سیکورٹی فورسز جن میں ایسا افواج سب سے نمایاں ہے، ان کی طرف سے جو تشریحات کی جاتی ہیں ان میں غربت اور کرائے کے سپاہیوں کے کردار پر حد سے زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ اگرچہ اب کچھ ایسا افواج مبصرین بھی جزوی طور پر طالبان کی تشریع کو ہی قبول کرنے لگے ہیں۔ افغانستان کی پڑھی لکھی آبادی کے نکتہ ہائے نظر میں بھی اختلافات موجود ہیں۔ اس آبادی کا ایک حصہ بھی اب یورپی طاقتوں کی مبینہ سازشوں کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

ان میں سے ایک بھی نکتہ نظر ایسا نہیں کہ جو باعث حریت کہا جاسکے۔ جو چیز باعث حریت ہے وہ یہ ہے کہ 32 سال کی مسلسل جنگ، بشمول و سال سے جاری حالیہ تنازعہ، کے باوجود اب بھی پالیسی کے حوالے سے موجود ادب میں ایک چیز جو عنقا کے درجے میں ہے وہ ہے اس تنازع کے پس پرده سیاسی و سماجی محکمات<sup>(1)</sup>..... یہی وہ گم شدہ کڑی ہے جو اس مقاٹے کی وجہ جواز ہے..... اس مقاٹے کا واضح اور واحد مقصد ایک ایسی بحث کو شروع کرنا ہے جو 30 سالوں سے افغانستان میں جاری حکومت مخالف تحریکوں کے پیچھے کار فرماعوامل کا غیر جانبدارانہ انداز میں تجویز کر سکے۔ یوں اس مقاٹے کا بنیادی مقصد یہ قرار پاتا ہے کہ

افغانستان پر لکھے جانے والے ادب کے درمیان موجود خلا کوم سے کم کیا جائے، مستقبل میں ضرورتوں اور موقع کے حوالے سے تحقیق کی جائے اور کوشش کی جائے کہ وہ نقطہ آغاز مہیا ہو سکے جو جامع نہ بھی ہوتا۔ بھی اتنا تفصیلی ضرور ہو کہ یہ حقیقت ہم پر کھل سکے کہ آخر موجودہ حالات میں جاری تحریکوں کے مرکزی حرکات کیا ہیں۔ 2001 کے بعد جاری موجودہ مسلح کشمکش کو 1978 سے شروع ہونے والی خوزیری کا تیسا فیز کہا جاتا ہے۔ سیاسی مبصرین کے نکتہ نظر سے یہ بات قبل بحث ہو سکتی ہے کہ تیتوں فیزوں کے درمیان موجود امتیازات کو کم سے کم کرنے کی کوشش کس حد تک قبل قبول ہے۔ تاہم جب پس پرده سماجی، ثقافتی اور سیاسی عوامل کا تجزیہ کیا جاتا ہے تو یہ حقیقت اظہر من اٹھس ہو کر سامنے آتی ہے کہ موجودہ فیز کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ پچھلے فیزوں پر بھی ایک نظر ڈال لی جائے (اگرچہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ تشدد ماضی قریب موجودہ تنازع کی وجہ ہے) طویل تنازع سماج کی تشكیل نوکرتے ہیں اور اکثر یہ ہوتا ہے کہ وہ وجوہات ہی بدل جاتی ہیں جن کو مدعایا کر تنازع شروع کیا گیا ہوتا ہے۔ 1970 کی دہائی میں ہونے والا اور بینیں عدم استحکام وہ بنیادی مقام ہے جس نے وہ ماحول پیدا کیا جس میں افغان آبادی کے مختلف سیکٹر نے مختلف سیاسی تحریکوں کی تحریک پر خود کو فعال کیا۔۔۔۔۔ ہر سیاسی تحریک کا یہ دعوی تھا کہ وہ انقلاب لے کر آئے گی اور اپنے پیش روؤں اور پیرونوں جاری ہیں سے قوم کو نجات دلائے گی۔ اس عمل نے افغان سماج کو بڑی حد تک بدل دیا بلکہ اس نے کئی سماجی طبقوں کو جنم دیا۔ دوسماجی طبقے جو اس عرصے میں ابھرے اپنے سیاسی کردار سے متعلق حد سے بڑی انسانیت کا شکار تھے۔۔۔۔ یہ دو طبقے تھے مذہبی علماء اور فوجی پروفیشنل (جنہیں افغانستان میں ”کمانڈرز“ کہا جاتا ہے)۔<sup>(2)</sup>

موجودہ نزاعی صورت حال پر بحث سے قبل ”تاریخی پس منظر“ کے عنوان سے موجود اس مقالے کے باب میں 1978 سے قبل کی سماجی و معاشی پیش روؤں کو بحث کا موضوع بنایا گیا ہے۔ تنازعات کے عوامل کو فرد افراد نظر ثانی کے عمل سے گزارا گیا ہے تاکہ زمینی شہادتوں کے مقابل موجودہ لڑپیچہ کو پرکھا جاسکے۔ لازمی بات ہے کہ یہ امتیاز مصنوعی ہی ہے کیونکہ یہ حقیقت اپنی جگہ ایک حکم ہے کہ تنازع میں فعال مختلف عوامل باہمی طور پر ایک دوسرے سے مسلک ہو کر ہی کسی صورت حال کو جنم دیتے ہیں اور انہیں الگ کر کے نہیں دیکھا جا

سلتا۔ تازع میں شریک عوامل کے تجزیے کا فوکس اگرچہ طالبان ہیں مگر جب طالبان کا تنظیمی سطح پر جائزہ لیا گیا تو کئی مشاہدات ایسے سامنے آئے جو 1980 کی دہائی کے مجاہدین پر اور پوسٹ 2001 کے ٹانوی عالمیں جیسے حزبِ اسلامی پر بھی یکساں صادق آتے ہیں۔ یوں وہ ابوابِ جن میں طالبان کی سرگرمیوں کے حوالے سے بحث کی گئی ہے وہ دیگر سیاسی تنظیموں کے لیے بطور مثال پیش ہو سکتے ہیں۔<sup>(3)</sup>

## طالبان کی تعریف

طالبان کو عموماً یوں ڈیفائن کیا جاتا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے ملاعمر کی قیادت کو تسلیم کیا اور ان کی شوری کے منصوبوں کے سامنے سرتسلیم ختم کیا۔ بدلتے میں طالبان کی قیادت نے انہیں تحریک کے رکن کے طور پر قبول کیا۔ اس کے مطلب یہ ہوا کہ حقانی نیٹ ورک (بہت سی نیٹ ورکس میں سے ایک جو طالبان سے مل کر تشکیل پائی ہیں اور جنوب مشرقی افغانستان میں یہ طاقت ورگروہ ہے) معاشری طور پر خود مختصر ہونے کے باوجود طالبان ہی ہے جبکہ حکمت یار کی حزبِ اسلامی لازماً طالبان میں شامل نہیں۔ اگرچہ حکمت یار نے متعدد مواقع پر طالبان سے تعلقات استوار کیے اور اس کے جوان طالبان کے ہمراہ کئی جنگی میدانوں میں لڑے بھی، مگر انہوں نے بطور الگ تنظیم اپنی شاخت کو ہیشہ قائم رکھا۔ طالبان کی یہ تعریف دونوں پہلوؤں سے اس کی وضاحت کرتی ہے یعنی یہ ایک ایسی تنظیم ہے جو باہم مربوط ہے اور دوسرا پہلو کے یہ ایک فرنچائز ہے جو مختلف عوام کے حامل گروہوں اور بے چین لوگوں کو ایک چھتری فراہم کرتی ہے۔

دوسرے حصے میں افغان تازع کے پہلے مرحلے (1978-9) کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اگرچہ 1978 سے پہلے کابل کے سوا پورے ملک میں بکشکل ہی کوئی موبائلائزشن نظر آتی ہے مگر دو سال کے اندر ہی پورے افغانستان کا منظر نامہ بدل گیا۔ 1978 میں قائم ہونے والی نئی حکومت کے افعال اور 1979 کی سویت دخل اندازی کے بعد جو موبائلائزشن ہوئی اسے بھی بکشکل بغاوت یا تحریکِ مراحت کا نام دیا جا سکتا ہے۔ جس امر کی وضاحت کرنے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ یہ موبائلائزشن کس طرح مخصوص شکل اختیار کر گئی اور کس طرح مختلف تازعات کے دوران یہ شکلیں بدلتی گئیں۔